نبوت کے جھوٹے مدعی، قادیانی کذاب کی زندگی کے ایک پہلو پر مفصل تحریر

دیوث

جلد اول رسالہ نمبر 9

مفتی سید مبشر رضا قادری

منتظم اعلیٰ ختم نبوت فورم وجامعہ ختم نبوت گوجرانوالہ


+923247448814

مرزا قادیانی دیوث

دیوث وہ شخص ہوتا ہے جو اپنی بیوی، گھر کی عورتوں یا زیرِ ولایت خواتین کو غیر محرم مردوں سے میل جول، خلوت یا ناجائز تعلقات سے منع نہ کرے، بلکہ اس برائی پر خاموش رہے یا اسے معمولی سمجھے۔ شریعتِ اسلامی میں دیوث کی شدید مذمت کی گئی ہے، حتیٰ کہ احادیث میں دیوث پر جنت حرام قرار دی گئی ہے کیونکہ وہ اپنے ہی گھر کی عصمت و ناموس کا محافظ نہیں بنتا۔ اس اصولی تعریف کی روشنی میں جب مرزا غلام قادیانی کے اپنے اقرار پر نظر ڈالی جائے تو معاملہ بالکل واضح ہو جاتا ہے۔

مرزا قادیانی کی بیوی کی غیر مردوں سے آشنائی

مرزا قادیانی اعتراف کرتا ہے کہ اس کے علاقے کے لوگ اس کی بیوی کے بعض مریدوں سے ناجائز آشنائی کی باتیں کیا کرتے تھے۔

اس شخص کی جورو کی اس کے بعض مریدوں سے آشنائی ہے۔

(روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 197)

یہ الزام کسی ایک شخص یا مخالف کی طرف سے نہیں تھا بلکہ "اہلِ علاقہ" کی طرف سے عام طور پر مشہور بات تھی، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاملہ محض اتفاقی گفتگو نہ تھا بلکہ لوگوں کے ہاں ایک معروف اور مسلسل تاثر موجود تھا۔ اگر مرزا واقعی غیرت مند، دیانت دار اور شریعت کا پابند ہوتا تو سب سے پہلے ایسی بات سن کر اپنی بیوی پر سخت نگرانی کرتا، اپنے گھر کے اندر بے پردگی اور مریدین کی آزادانہ آمد و رفت بند کرتا اور لوگوں کی زبان بند کرنے کے لیے واضح اقدام کرتا۔ لیکن روایتِ احوال یہ بتاتی ہے کہ مرزا نے نہ تو کبھی ایسی نسبت کا انکار کیا، نہ لوگوں کے اس اعتراض کا رد کیا، نہ گھر کے ماحول میں تبدیلی لائی، نہ اپنی بیوی کی آزادانہ ملاقاتوں

پر قدغن لگائی۔اس کی خاموشی اور بے عملی ہی اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ مرزا قادیانی اپنے گھر کی عورت کے غیر محرم مردوں سے رابطوں پر نہ ناراضی ظاہر کرتا تھا، نہ احتجاج، نہ روک ٹوک بلکہ اس کے گھر میں مریدین کا آزادانہ داخلہ اس قدر مشہور تھا کہ لوگ اس کی بیوی اور بعض مریدوں کے تعلق کا چرچا کرتے تھے۔

جس گھر میں ”آشنائی“ جیسی بدترین نسبت مشہور ہو جائے اور گھر کا سربراہ پھر بھی کوئی اقدام نہ کرے، وہ شریعت کی تعریف کے مطابق عین دیوثیت ہے۔پس مرزا قادیانی کی اپنی تصدیق کردہ اس صورتحال سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف بے غیرتانہ غفلت کا مرتکب تھا بلکہ دین کی اصطلاح میں دیوث ثابت ہوتا ہے، کیونکہ جو شخص اپنی بیوی کو غیر محرم مردوں سے میل جول سے نہ روکے اور معاشرے میں بدنامی کے باوجود خاموش رہے، وہی دیوث کہلاتا ہے۔ یہ دلیل تنہا بھی کافی ہے کہ مرزا قادیانی اپنے گھر کی ناموس کا محافظ نہ تھا بلکہ اس کی دیوثیت اپنے ہی قلم سے ثابت ہو جاتی ہے۔

مرزا قادیانی کی بیوی نصرت جہاں بیگم کی بے پردگی

سیرت المہدی میں مرزا قادیانی کی بیٹا بشیر ایم اے مرزا قادیانی کی غیرت وحیاء کا ایک واقعہ نقل کرتا ہے ملاحظہ فرمائیں:

> بیان کیا حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اوّل نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کسی سفر میں تھے۔سٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی۔ آپ بیوی صاحبہ کے ساتھ سٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگے۔ یہ دیکھ کر مولوی عبدالکریم صاحب جن کی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ ادھر ادھر پھرتے ہیں آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی

صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جاوے۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کہا میں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور لوگ بہت ہیں بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا جاؤ جی میں ایسے پردہ کا قائل نہیں ہوں۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے میں نے کہا مولوی صاحب! جواب لے آئے؟۔

(سیرت المہدی حصہ اول، صفحہ 56، روایت نمبر 77)

دیوثیت کی بنیادی علامت یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی یا گھر کی عورتوں کو غیر مردوں کی نظروں سے بچانے، پردے کا اہتمام کرنے اور ناموس کی حفاظت کرنے کے بجائے خود انہیں بے پردہ ماحول میں لاتا پھرے، اور جب کوئی صاحبِ غیرت اس کو روکنے کی کوشش کرے تو وہ نصیحت کو رد کر کے بے پردگی پر اصرار کرے۔ سیرت المہدی کی یہ روایت اسی حقیقت کی نہایت واضح شہادت پیش کرتی ہے کہ مرزا غلام قادیانی کی بیوی نصرت جہاں بیگم کا بے پردگی کے ساتھ غیر مردوں کے درمیان عام پلیٹ فارم پر ٹہل رہی تھی اور سینکڑوں اجنبی لوگوں کی موجودگی میں اس کا یوں کھلے عام چلنا پھرنا قادیانی ماحول میں معمول کی بات تھی۔

مولوی عبدالکریم جیسے غیور شخص نے اس منظر پر سخت ناگواری محسوس کی اور غیرت ایمانی کے تحت بار بار اصرار کیا کہ آپ کی بیوی بے شمار غیر مردوں کے درمیان گھوم رہی ہے، اسے پردے کے تقاضے کے مطابق الگ بٹھا دیں، لیکن اس کے جواب میں مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ "میں ایسے پردہ کا قائل نہیں" دراصل اس کے مزاج کی اصل بنیاد کو ظاہر

کرتا ہے کہ وہ نہ شریعت کے پردے کا پابند تھا نہ غیرتِ مسلم کی کسی تعریف کے قریب۔ اگر کوئی عام آدمی بھی اپنی بیوی کو ایسے ہجوم میں بے پردہ نہ چھوڑتا ہو تو مرزا جیسا دعویٰ کرنے والا شخص خود اسے پلیٹ فارم پر لیے پھرتا رہا اور جب اس بے حیائی پر تنبیہ کی گئی تو بجائے اصلاح کے اس نے اعتراض کرنے والے غیور شخص کی بات کو رد کر کے بے پردگی کو اپنی ذاتی رائے کا حصہ قرار دیا۔ اس جواب نے مرزا کی دیوثیت کو عملی طور پر ثابت کر دیا کیونکہ جس شخص کے سامنے بیوی کھلے عام غیر مردوں کی نظروں کے سامنے پھرے اور وہ روکنے کی بجائے اسے جائز قرار دے، وہ شرعاً اور اخلاقاً دیوث ہی کہلاتا ہے۔ مرزا کی اپنی زندگی سے ثابت ہوا کہ اس کے ہاں نہ پردے کا لحاظ تھا نہ عورت کی عصمت کا احترام اور نہ ہی معاشرتی غیرت و حمیت کا کوئی اصول، لہٰذا نصرت جہاں بیگم کی بے پردگی کا یہ واقعہ مرزا قادیانی کی عملی دیوثیت کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔

نصرت جہاں بیگم کی حکیم نورالدین سے آشنائی

مرزا غلام قادیانی کی بیوی نصرت جہاں بیگم کے سب زیادہ ناجائز تعلقات قادیانیوں کے پہلے خلیفہ حکیم نورالدین سے تھے اس کے بہت سے ثبوت پیش کئے جاسکتے ہیں فی الوقت ایک دلیل کافی ہے۔ حکیم نورالدین اکثر کہا کرتا تھا کہ:

> بیوی صاحبہ کے منہ سے بیسیوں مرتبہ میں نے سنا ہے کہ میں تو آپ کی لونڈی ہوں۔

(مرقات الیقین فی حیات نورالدین صفحہ 7)

مرزا غلام قادیانی کے گھر میں بے حیائی اور غیر مردوں سے آزادانہ تعلقات کی جو فضا قائم تھی، اس کا سب سے بڑا ثبوت نصرت جہاں بیگم کے حکیم نورالدین کے ساتھ غیر معمولی قربت اور آشنائی کا وہ اعتراف ہے جو خود قادیانیوں نے اپنی معتبر کتاب میں نقل کیا ہے۔ کسی

شریف عورت کا کسی غیر مرد کے سامنے بار بار یہ کہنا کہ " میں تو آپ کی لونڈی ہوں " اپنے اندر وہ اخلاقی اور خانوادگی بے راہ روی رکھتا ہے جس کی مثال کسی مہذب اور پردہ دار گھرانے میں ممکن ہی نہیں۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ حکیم نورالدین نہ صرف یہ الفاظ سنتا رہا بلکہ اسے فخر کے ساتھ بیان بھی کرتا رہا، اور مزید ستم یہ کہ وہ نصرت جہاں بیگم کو " بیوی صاحبہ " کہہ کر مخاطب کرتا تھا، جو اس ناجائز تعلق کی نوعیت اور ذہنی باہمی رضامندی کو مزید کھول کر رکھ دیتا ہے۔ ایک غیر محرم عورت کا کسی اجنبی مرد کے سامنے اپنے آپ کو " لونڈی " کہنا اسی وقت ممکن ہے جب دونوں کے درمیان ناجائز حد تک نرمی، دلی قربت اور بے پردگی موجود ہو، ورنہ عزت دار گھرانے کی عورت اپنے محرم کے سوا کسی مرد کے سامنے ایسا جملہ کہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ لونڈی وہی ہوتی ہے جو مالک کے لئے حلال ہو، اور حکیم نورالدین کا اس جملے کو بار بار بیان کرنا یہ واضح کرتا ہے کہ نصرت جہاں بیگم کی حیثیت اس کے نزدیک محض ایک عام عورت کی نہیں تھی، بلکہ اس کی زبان، حرکات اور تعلقات میں ایسا کھلا ہوا میل ضرور تھا جسے دیانت دار معاشرے میں بدکاری کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

مرزا قادیانی کی موجودگی میں اس کی بیوی کا غیر مردوں سے اس طرح کے جملے کہنا اس گھر کی مکمل اخلاقی تباہی اور مرزا کی دیوثیت کا منہ بولتا ثبوت ہے، کیونکہ جس گھر میں غیر محرم مرد اور عورتیں اس سطح کی بے تکلفی تک پہنچ جائیں، وہاں خاندان، غیرت اور شریعت تینوں کا جنازہ نکل چکا ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی کی دیوثیت

مرزا غلام احمد قادیانی کے گھر اور عمل کے حوالے سے پیش کردہ تین واضح واقعات یہ بتاتے ہیں کہ اُس نے اپنی زوجہ، اپنے گھر کی خواتین اور غیر محرم مریدین کے درمیان پردہ،

غیرت اور حدودِ شرع کی کھلم کھلا نافرمانی کو برداشت کیا اور بعض مواقع پر اسے جائز بھی قرار دیا؛ یہ طرزِ عمل اسلامی اصطلاحِ دیوث (dayyūth) کے درست تاریخی اور شرعی تعریف سے بالکل ہم آہنگ ہے کیونکہ پیغمبر ﷺ کی تعریف کے مطابق دیوث وہ مرد ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ ہونے والی فحاشیوں، غیر شرعی اختلاط یا نامحرم تعلقات پر غیر پروا یا موافق رہتا ہے یعنی وہ "اِس بات کا پرواہ نہ کرے کہ کون اس کے گھر والوں میں داخل ہو"۔ اسی تناظر میں سب سے پہلے قرآنِ مجید کی دو بنیادی ہدایات یاد رکھنی چاہئیں:

قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ

ترجمہ کنزالایمان: مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے بہت ستھرا ہے، بیشک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔

(سورہ النور، آیت 30)

اور عورتوں کے لیے:

وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ

ترجمہ کنزالایمان: اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور وہ دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔

(سورہ النور، آیت 31)

یہ نصوص معاشرتی پردہ و حدود اور نگاہ و لمس کی حفاظت کو انتہائی بنیادی شَرح دیتی ہیں۔ان دونوں آیات کا عملی مفہوم وہی ہے جو شرعی ادب اور معاشرتی غیرت کا تقاضا بناتی ہے مرد اپنے گھر والوں کی عصمت اور پردہ کے محافظ ہوں اور عورتیں شریعت کے مطابق پردہ کریں۔ اس پس منظر میں جب کوئی رہنما یا ولی اپنی بیوی کو عوامی جگہوں پر کھلے عام مریدوں کے ساتھ گھومنے کی اجازت دے اور حتیٰ کہ اس کو اپنا ذاتی حق حیات بتلائے کہ” میں ایسے پردے کا قائل نہیں” تو وہ عمل قرآنِ کریم کی واضح ہدایات کے منافی ہے۔

حدیثِ نبوی ﷺ میں ”دیُّوث“ کی مذمت اور اس کی تعریف متعدد روایات میں ملتی ہے جامع مآخذوں میں آیا ہے کہ حضور خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ: تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہ ہوں گے جن میں الدیّوث بھی شامل ہے اور صحابہ نے پوچھا اس کا کیا مطلب ہے تو جواب ملا” وہ جو یہ نہیں دیکھتا کہ کون اس کے گھر کے قریب آتا ہے/کون اس کے گھر والوں کے پاس جاتا ہے“۔

اس تشریح میں روزمرہ معنوں میں دیوث وہ مرد ہوتا ہے جو اپنی بیوی یا گھر کی عزت و عصمت کے تحفظ میں بے غیرت رہتا یا سوتا رہتا، یا خاموشی اختیار کرتا ہے جب اس کی بیوی کے متعلق غیر شرعی آشنائیاں مشہور ہوں۔ یہ واقعات یک وقت یا یک دفعہ کے حادثات نہیں بلکہ رسمِ خانہ تھے۔ جب ایک گھرانے کی سربراہی کرنے والا شخص ان معاملات پر نہ تنبیہ کرے نہ سدھار لائے بلکہ بعض اوقات ایسے رویّوں کا دفاع کر دے تو شریعتِ محمدی کے مطابق اس کا وصف ’دیوث‘ کے زمرے میں آجاتا ہے۔

عورتوں کو غیر مردوں سے پردہ کرنا چاہیے

مرزا غلام قادیانی لوگوں کو تو یہ نصیحت کیا کرتا تھا کہ:

عورتوں کو چاہیے کہ اپنے خاوندوں کا مال نہ چراویں اور نامحرم سے اپنے تئیں بچاویں۔ اور یاد رکھنا چاہیے کہ بغیر خاوند اور ایسے لوگوں کے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جتنے مرد ہیں ان سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ جو عورتیں نامحرم لوگوں سے پردہ نہیں کرتیں شیطان ان کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 86)

مرزا غلام قادیانی کے قول و فعل کا کھلا تضاد

مرزا غلام قادیانی اپنے ماننے والوں کو بار بار یہ ہدایت دیتا تھا کہ عورتیں نامحرم مردوں سے پردہ کریں، ان کے ساتھ بے تکلفی نہ رکھیں، اور شیطان کے وسوسوں سے بچیں۔ وہ کہتا ہے کہ جو عورتیں نامحرم مردوں سے پردہ نہیں کرتیں، ان کے ساتھ شیطان لگا رہتا ہے۔ اس حکم کو وہ نہایت زور دے کر بیان کرتا ہے، یہاں تک کہ اسے اخلاقی اور دینی بگاڑ کا بنیادی سبب قرار دیتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ: کیا یہ تعلیم اس کی اپنی بیوی نصرت جہاں بیگم پر لاگو نہیں ہوتی تھی؟

مرزا کے خود ساختہ تقویٰ اور تبلیغی نصیحتوں کے باوجود یہ حقیقت تاریخ اور قادیانی مراجع میں موجود روایات سے کھل کر سامنے آتی ہے کہ نصرت جہاں بیگم اور حکیم نور الدین کے درمیان غیر معمولی تعلقات تھے، اور یہ تعلقات اس قدر مشکوک تھے کہ خود نور الدین اسے "بیوی صاحبہ" کہہ کر پکارتا تھا اور نصرت جہاں بیگم اسے بار بار کہتی تھی "میں تو آپ کی لونڈی ہوں"۔

یہ وہ الفاظ ہیں جو کسی عام مرد و عورت کے درمیان بھی اخلاقی طور پر قابل قبول نہیں، چہ جائیکہ ایک خلیفہ اور اپنے پیر کی بیوی کے مابین۔

شرعی نقطۂ نظر سے تضاد

اسلام میں پردے کا حکم سب سے پہلے نبی ﷺ کے گھر والوں سے شروع کیا گیا، تاکہ امت کو عملی مثال ملے۔ اس کے برعکس مرزا قادیانی کی اپنی بیوی کا یہ حال تھا کہ وہ ایک غیر محرم مرد (نورالدین) کے ساتھ آزادانہ اُٹھتی بیٹھتی تھی، اسے ایسے انداز میں مخاطب کرتی تھی جو شوہر اور بیوی کے درمیان ہی مناسب ہیں۔

مرزا قادیانی نے دوسروں کے لیے وعید لگائی کہ نامحرم سے ملنے والی عورت کے ساتھ شیطان ہوتا ہے لیکن:

☆ تو کیا مرزا کی بیوی پر شیطان نہیں آتا تھا؟

☆ یا پھر مرزا نے اپنی بیوی کے لیے پردے کے حکم کو مستثنیٰ سمجھ رکھا تھا؟

☆ یا مرزا کو اپنی بیوی کے تعلقات کا علم ہی نہیں تھا؟

ان تینوں میں سے جو بھی صورت ہو، وہ مرزا کے جھوٹ، منافقت، اور دیوثیت کو ظاہر کرتی ہے۔

اخلاقی پہلو: دوہرا معیار

مرزا کی تمام تعلیمات میں ایک نقطہ بار بار سامنے آتا ہے:

مرزا دوسروں کے لیے سخت اصول بناتا تھا مگر خود ان پر عمل نہیں کرتا تھا۔

یہاں بھی یہی ہوا، لوگوں کی عورتیں نامحرم سے نہ ملیں، مگر اس کی اپنی بیوی غیر مرد کے سامنے بے پردگی کرتی تھی، انتہائی بے تکلفانہ جملے کہتی تھی، اور نورالدین جیسا شخص اسے "بیوی صاحبہ" کہتا تھا۔ اگر ایسی صورتحال کسی عام مسلمان گھر میں سامنے آجائے تو لوگ فوراً بدکرداری اور بے غیرتی کی بات کرتے ہیں۔ پھر مرزا کے گھر میں ایسے تعلقات کو کیا کہا جائے؟

دینی پہلو: دیوثیت کا حکم

حدیث میں ہے:

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ دَیُّوثٌ

دیوث جنت میں داخل نہ ہوگا۔

دیوث وہ ہے جو اپنی عورتوں کے بارے میں غیرت نہ رکھے، یا نامحرم کے ساتھ ان کے ناجائز تعلق پر خاموش رہے۔

اگر مرزا کو نصرت جہاں بیگم اور نورالدین کے تعلق کی خبر تھی اور اس نے خاموشی اختیار کی تو یہ دیوثیت ہے۔

اگر خبر تھی مگر پردہ پوشی کرتا رہا، تو یہ بھی دیوثیت ہے۔

اگر خبر ہی نہیں تھی تو یہ اس کی معصومانہ جہالت اور گھریلو غفلت کی دلیل ہے جو نبی ہونے کا دعویٰ کرنے والے شخص میں سب سے بڑی خامی ہے۔

نبی وہ ہوتا ہے جو اپنی امت کی اصلاح کرے اور اپنے گھر کی حفاظت کرے۔

مرزا نہ اپنا گھر محفوظ کر سکا، نہ اپنی بیوی کو نامحرم سے بچا سکا، نہ اپنی ہی تعلیمات پر عمل کر سکا۔

سماجی و نفسیاتی پہلو

مرزا کی شخصیت میں شدید قسم کی کمزوری، مرعوبیت اور نورالدین کی ذہنی بالادستی بھی نظر آتی ہے۔ نورالدین نہ صرف مرزا کا معالج تھا بلکہ اس کا بڑا مربی بھی تھا۔ ممکن ہے مرزا اس کے سامنے اتنا دب کر رہتا تھا کہ اپنی بیوی کے تعلقات پر اعتراض بھی نہ کر پاتا تھا۔

یہی ذہنی کمزوری نبوت کے دعویٰ کو مزید مشکوک بنا دیتی ہے، کیونکہ:

جو شخص اپنی بیوی کو نامحرم کے غیر اخلاقی تعلق سے نہ روک سکے، وہ دنیا بھر کو ہدایت

کیسے دے سکتا ہے؟

مرزا کے قول و عمل کی نفی

مرزا کی تعلیم تھی:

”جو عورت نامحرم سے پردہ نہیں کرتی اس کے ساتھ شیطان ہوتا ہے“۔

یہی تعلیم مرزا کے گھر سے سب سے پہلے ٹکرائی۔ اس کی بیوی کا نامحرم کے ساتھ پردہ نہ کرنا، بے تکلف انداز میں بات کرنا، خود کو لونڈی کہنا، اور نور الدین کا اسے ” بیوی صاحبہ“ کہنا یہ سب مرزا کی پوری عمارت کو کھوکھلا ثابت کرتے ہیں۔

مرزا قادیانی کے کردار کا چہرہ بے نقاب

ان واقعات کی بنیاد پر مرزا کے دعوے، اخلاقیات، تعلیمات اور شخصیت کے بارے میں یہ نتیجہ سامنے آتا ہے:

1. مرزا نے اپنے ماننے والوں پر جو اخلاقی پابندیاں لگائیں، خود ان پر عمل نہ کرسکا۔
2. اس کی بیوی کا نامحرم کے ساتھ تعلق اس کی بے غیرتی اور دیوثیت کا ثبوت بنا۔
3. مرزا کے گھر میں رونما ہونے والے یہ معاملات اس کے نبوت کے دعوے کی اخلاقی بنیاد کو ہی گرا دیتے ہیں۔
4. ایسے شخص کی تعلیمات پر اعتماد باقی نہیں رہتا، جو اپنے گھر کا پردہ بھی قائم نہ رکھ سکا۔

اور در پردہ وہ سب کارروائی خود محمد حسین نے کی اور اس اپنی کارروائی سے وہ لوگوں کو اطلاع بھی دیتا رہا ہے اور اپنے رسالوں میں بھی شیخی کے طور پر یہ کام اپنی طرف منسوب کرتا رہا ہے اور یہ تمام اشتہارات جو نہایت چالا کی اور بدزبانی سے ایک سال سے یا کچھ زیادہ عرصہ سے محمد حسین شائع کر رہا ہے یہ نہایت اوباشانہ طریق سے گندے سے گندے پیرایہ میں لکھے جاتے ہیں اور ان اشتہاروں میں کوئی پہلو میری بے عزتی اور بے آبروئی کا اٹھا نہیں رکھا اور میرے تمام ننگ و ناموس کو خاک میں ملانا چاہا ہے اور ایسی گندی اور ناپاک تہمتوں پر مشتمل ہیں کہ میں گمان نہیں کرسکتا کہ اس سختی اور بے شرمی کا برتاؤ کبھی ذلیل سے ذلیل قوم کے آدمی نے کسی اپنے مخالف کے ساتھ کیا ہو۔ ان اشتہارات میں سے جو ۱۲؍ اگست ۱۸۹۸ء کا اشتہار ہے جو مطبع تاج الہند میں چھپا ہے ایسا ہی ایک دوسرا اشتہار جو ۲۵؍ ستمبر ۱۸۹۸ء میں مطبع فخر الدین پریس لاہور میں طبع ہوا ہے اور ایسا ہی ایک تیسرا اشتہار اور ضمیمہ ۱۱؍ جون ۱۸۹۷ء کا جو اسی مطبع میں طبع ہوا ہے ان چاروں کا نمونہ کے طور پر کسی قدر مضمون اس جگہ درج کرتا ہوں تا حکام کو معلوم ہو کہ کہاں تک میری ذلت کا ارادہ کیا گیا ہے اور نہ ایک ماہ نہ دو ماہ بلکہ ایک سال سے ایسے گندے اشتہار جاری کر رہے ہیں جن کے متواتر زخموں کے بعد☆ مجھے اشتہار ۲۱؍ نومبر ۱۸۹۸ء لکھنا پڑا۔ جس میں جھوٹے کی ذلت خدا تعالیٰ سے طلب کی ہے اور محمد حسین کے یہ چاروں اشتہار جو جعفر زٹلی کے نام پر نکالے گئے مجھے بے عزت کرنے کے لئے ان میں نہایت سخت اور گندے اور ناپاک الفاظ استعمال کئے ہیں۔ یعنی میری نسبت یہ لکھا ہے کہ ”اس شخص کی جورو کی اس کے بعض مریدوں سے آشنائی ہے“ اور پھر ٹھٹھے سے اپنے تئیں ملہم قرار دے کر میری نسبت لکھا ہے کہ ہمیں الہام ہوا ہے کہ ”اس شخص کی جورو محمد بخش جعفر زٹلی سے

☆ یہ اشتہار مباہلہ ۲۱؍ نومبر ۱۸۹۸ء اس وقت شائع نہیں کیا جب تک کہ کئی اشتہار بدرخواست مباہلہ ان لوگوں کی طرف سے متواتر میرے پاس نہیں پہنچے۔ چنانچہ علاوہ ان اشتہارات کے ایک چٹھی جعفر زٹلی مؤرخہ ۱۹؍ نومبر ۱۸۹۸ء اور پانچ اشتہارات متواتر یکے بعد دیگرے مباہلہ کی درخواست کے متعلق محمد حسین نے آپ شائع کرائے ہیں۔ منہ

ے

نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے ... لے۔

اب سوال ہو ... ایت ہی پیارا محمود ہے جو میرے ... سے نواب محمد علی کو کہدیں۔ ... کا حق ہے یا ام المومنین کا حق ... لوگ ہیں جو خلافت کے حق ... لوگ خلافت کے متعلق بحث کر ... لے لیا ہے۔

مرقاتُ الیقین
فی
حیاتِ نورالدّین

مُرتّبہ
اکبر شاہ خان نجیب آبادی

وہ یہ نہیں سوچتے ... وار ہیں اور انہوں نے اپنے دعوی ان کے سامنے پیش نہیں کیا...... مرزا صاحب کی اولاد دل سے میری فدائی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جتنی فرمانبرداری میرا پیارا محمود۔ بشیر۔ شریف۔ نواب ناصر۔ نواب محمد علی خاں کرتا ہے تم میں سے ایک بھی نظر نہیں آتا۔

میں کسی لحاظ سے نہیں کہتا بلکہ میں امر واقعہ کا اعلان کرتا ہوں۔ ان کو خدا کی رضا کے لئے محبت ہے۔ بیوی صاحب کے منہ سے بیسیوں مرتبہ میں نے سنا ہے کہ میں تو آپ کی لونڈی ہوں...... میاں محمود بالغ ہے اس سے پوچھ لو کہ وہ سچا فرماں بردار ہے۔ ہاں ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ سچا فرماں بردار نہیں۔ مگر نہیں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ وہ میرا سچا فرماں بردار ہے اور ایسا فرماں بردار کہ تم (میں سے) ایک بھی نہیں۔ جس طرح علیؓ۔ فاطمہؓ۔ عباسؓ نے ابوبکرؓ کی بیعت کی تھی اس سے بھی بڑھ کر مرزا صاحب کے خاندان نے میری

میرے سامنے مگر ایک فاصلہ پر ایک شیر بیٹھا ہے میں اسے دیکھ کر کانپ گیا لیکن میں نے جی میں ہی اپنے آپ کو ملامت کی کہ یہ میرا وہم ہے۔ چنانچہ میں نے پھر مرزا صاحب پر توجہ ڈالنی شروع کی تو میں نے دیکھا کہ پھر وہی شیر میرے سامنے ہے اور میرے قریب آ گیا ہے اس پر پھر میرے بدن پر سخت لرزہ آیا مگر میں پھر سنبھل گیا اور میں نے جی میں اپنے آپ کو بہت ملامت کی کہ یونہی میرے دل میں وہم سے خوف پیدا ہو گیا ہے چنانچہ میں نے اپنا دل مضبوط کر کے اور اپنی طاقت کو جمع کر کے پھر مرزا صاحب پر اپنی توجہ کا اثر ڈالا اور پورا زور لگایا۔ اس پر نا گہاں میں نے دیکھا کہ وہی شیر میرے اوپر کود کر حملہ آور ہوا ہے اس وقت میں نے بے خود ہو کر چیخ ماری اور وہاں سے بھاگ اُٹھا۔ حضرت خلیفہ ثانی بیان فرماتے تھے کہ وہ شخص پھر حضرت صاحب کا بہت معتقد ہو گیا تھا اور ہمیشہ جب تک زندہ رہا آپ سے خط و کتابت رکھتا تھا۔

﴿76﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ منشی محمد اروڑا صاحب مرحوم کپورتھلوی حضرت مسیح موعودؑ کے ذکر پر کہا کرتے تھے کہ ہم تو آپ کے منہ کے بھوکے تھے۔ بیمار بھی ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ دیکھنے سے اچھے ہو جاتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ منشی صاحب مرحوم پرانے مخلصوں میں سے تھے اور عشاق مسیح موعودؑ میں ان کا نمبر صف اوّل میں شمار ہونا چاہئیے۔

﴿77﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ بیان کیا حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اوّل نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کسی سفر میں تھے۔ سٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی۔ آپ بیوی صاحبہ کے ساتھ سٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگے۔ یہ دیکھ کر مولوی عبدالکریم صاحب جن کی طبیعت غیـــور اور جوشیلی تھی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ ادھر اُدھر پھرتے ہیں آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جاوے۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کہا میں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور لوگ بہت ہیں بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا جاؤ جی میں ایسے پردہ کا قائل نہیں ہوں۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری

مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 86 طبع جدید از مرزا قادیانی

اور رسول ... عورت نیک نہیں ہو سکتی ... بجا نہ لائے اور پس پُشت یعنی اس کے پیچھے اس کی خیر خواہ نہ ہو۔ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورتوں پر لازم ہے کہ اپنے مَردوں کی تابعدار رہیں۔ ورنہ ان کا کوئی عمل منظور نہیں۔ اور نیز فرمایا ہے کہ اگر غیر خدا کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم کرتا کہ عورتیں اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے حق میں کچھ بدزبانی کرتی ہے یا اہانت کی نظر سے اس کو دیکھتی ہے اور حکم ربانی سُن کر پھر بھی باز نہیں آتی تو وہ لعنتی ہے۔ خدا اور رسول اس سے ناراض ہیں۔ عورتوں کو چاہیئے کہ اپنے خاوندوں کا مال نہ چُراویں اور نامحرم سے اپنے تئیں بچاویں۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ بغیر خاوند اور ایسے لوگوں کے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں اَور جتنے مَرد ہیں اُن سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ جو عورتیں نامحرم لوگوں سے پردہ نہیں کرتیں شیطان ان کے ساتھ ساتھ ہے۔ عورتوں پر یہ بھی لازم ہے کہ بدکار اور بدوضع عورتوں کو اپنے گھروں میں نہ آنے دیں اور ان کو اپنی خدمت میں نہ رکھیں کیونکہ یہ سخت گناہ کی بات ہے کہ بدکار عورت نیک عورت کی ہم صحبت ہو۔

(۶) عورتوں میں یہ بھی ایک بدعادت ہے کہ جب کسی عورت کا خاوند کسی اپنی مصلحت کے لیے کوئی دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے تو وہ عورت اور اس کے اقارب سخت ناراض ہوتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں اور شور مچاتے ہیں اور اس بندہ خدا کو ناحق ستاتے ہیں۔ ایسی عورتیں اور ایسے ان کے اقارب بھی نابکار اور خراب ہیں۔ کیونکہ اللہ جلشانہ نے اپنی حکمت کاملہ سے جس میں صدہا مصالح ہیں۔ مردوں کو اجازت دے رکھی ہے کہ وہ اپنی کسی ضرورت یا مصلحت کے وقت چار تک بیویاں کر لیں۔ پھر جو شخص اللہ رسول کے حکم کے مطابق کوئی نکاح کرتا ہے تو اس کو کیوں بُرا کہا جائے۔ ایسی عورتیں اور ایسے ہی اس عادت والے اقارب جو خدا اور اس کے رسول کے حکموں کا مقابلہ کرتی ہیں نہایت مردود اور شیطان کی بہنیں اور بھائی ہیں کیونکہ وہ خدا اور رسُول کے فرمودہ سے منہ پھیر کر اپنے ربّ کریم سے لڑائی کرنا چاہتے ہیں۔ اور اگر کسی نیک دل مسلمان کے گھر میں ایسی بدذات بیوی ہو تو اُسے مناسب ہے کہ اس کو سزا دینے کے لیے دُوسرا نکاح ضرور کرے۔

(۷) بعض جاہل مسلمان اپنے ناطہ رشتہ کے وقت یہ دیکھ لیتے ہیں کہ جس کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کرنا منظور ہے اس کی پہلی بیوی بھی ہے یا نہیں۔ پس اگر پہلی بیوی موجود ہو تو ایسے شخص سے ہرگز نکاح کرنا نہیں چاہتے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسے لوگ بھی صرف نام کے مسلمان ہیں اور ایک طور سے وہ ان عورتوں کے مددگار ہیں جو اپنے خاوندوں کے دوسرے نکاح سے ناراض ہوتی ہیں۔ سو ان کو بھی خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے۔

(۸) ہماری قوم میں یہ بھی ایک نہایت بد رسم ہے کہ دوسری قوم کو لڑکی دینا پسند نہیں کرتے بلکہ حتی الوسع لینا بھی پسند نہیں کرتے۔ یہ سراسر تکبّر اور نخوت کا طریق ہے جو سراسر احکام شریعت کے برخلاف ہے۔ بنی آدم سب خدا تعالیٰ کے بندے ہیں۔ رشتہ ناطہ میں صرف یہ دیکھنا چاہیئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے